بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آئینہ کیوں نہ دوں!

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد فائق صدیقی قادری بدایونی

میرے ابا جیؒ نے جو قادری سروری سلسلہ پنجتنی فیض اور اویسی نسبت پر براہ راست سیّدی غوث پاکؒ کی غلامی کا قائم کیا تھا وہ یکسر خانقاہوں کی روایتی پیری مریدی'' سے بالاتر ایک برادری کی حیثیت کا حامل تھا جس کے تمام شرکاء باہم بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کی محبت اور احترام کرتے تھے اور حضرت ابا جیؒ کی ذات پاک تمام غلاموں کے لیئے باپ کی طرح تھی اور ہے حضرت ابا جیؒ خود کو سرکارؐ کا غلام اور آنے والے غلاموں کو غلام بھائی کہتے تھے۔ اندازِ نشست ایسا ہوتا تھا کہ آنے والا اجنبی تمیز ہی نہیں کرسکتا تھا کہ بانیٔ سلسلہ کون ہے اور غلام کون ہیں ۔۔۔ نہ دست بوسی ۔۔۔ نہ مسند نشینی ۔۔۔ نہ نذرانے ۔۔۔ آقائے دو عالمؐ کی اثبات اپنی نفی ''میرا ماہی صلِّ علیٰ، میں کچھ بھی نہیں'' اس فقیری سلسلہ کا اصول تھا ۔۔۔ دورد تاج کا ورد کثرت سے ۔۔۔ مغرب بعد دو نوافل گیارہ ''قل'' کے ساتھ ۔۔۔ جمعرات کو یٰسین شریف کا ختم بعد مغرب ۔۔۔ اور چاند کی دس تاریخ کو بعد عصر قرآن حکیم کا ختم شریف ۔۔۔ شعبان کی پندرہویں شب سو (۱۰۰)

نوافل دس مرتبہ ''قل ھو واللہ شریف کے ساتھ۔۔۔سلسلہ کے معمولات تھے۔ختم شریف اوّل کے آخر درود غوثیہ۔۔۔ آٹھ مرتبہ الحمد شریف ۔۔۔ گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص ۔۔۔ درود تاج اور دعاؤں پر مشتمل ہوتا تھا ۔۔۔دعاؤں میں یہ التجا خاص کہ

امداد کن امداد کن ۔ از بند غم آزاد کن
دردین و دنیا شاد کن۔ یا غوثِ الاعظم دستگیرؒ

''انفرادی سطح پر بعد فجر سات مرتبہ درود تارج شریف ۔۔۔عشاء بعد گیارہ مرتبہ درود تاج شریف ۔۔۔سرکارؒ کے اسماءاور حسب ہدایت قصیدۂ غوثیہ۔۔۔ قصیدۂ روحی اور درود اکسیر اعظم۔

قیامت تک قائم رہنے والے اس انوکھے سلسلہ میں پہلی صدی والا فیض تھا۔ نہ دنیا طلبی نہ ترک دنیا۔سلسلہ حضرت غوث پاکؒ کے حکم سے قائم ہوا تھا اور حضرت ابا جیؒ کے فرمانے پر غوث پاکؒ نے ساتھ رہنے کا وعدہ فرمایا تھا حضرت ابا جیؒ کے لیئے ارشاد کیا تھا کہ ''یہ اور ہم ایک ہیں'' دیگر اولیاء کے لیئے ارشاد تھا کہ میرا قدم سب کی گردن پر ہے۔۔۔اور نبی کرمؐ کے لیئے کہا تھا میں آپؐ کے قدم بہ قدم ہوں۔

اس انوکھے سلسلہ کے قیام کو ایک صدی بھی مکمل نہیں ہوئی ہے کہ سرکارؐ کی امّت کی طرح ابا جیؒ کا یہ فقیری سلسلہ بھی لوگوں کے مزاجی اختلاف اور راہوں کے فرق کے سبب ٹکڑیوں میں بٹ گیا اور اس کے چھ سات حلقے بن گئے۔

تشکیلِ پاکستان کے بعد حضرت ابّا جیؒ کپورتھلہ مشرقی پنجاب سے گجرانوالہ مختصر قیام کے بعد کراچی تشریف لائے اور کراچی ہی سلسلۂ کا مرکز بن گیا کراچی میں سلسلہ کی مرکزی حیثیت قائم ہونے کے بعد سلسلہ کی معروف و محترم شخصیت سید شبیر علی قادریؒ تھے جو حضرت غوث پاکؒ کی آل میں حسنی سیّد ''ندوۃ المسلمین'' کے تعلیم یافتہ اور اپنے خاندانی سلسلہ قادریہ کے نعمت یافتہ تھے۔ کراچی کے ایک اور معروف ولی اللہ (حضرت ابوالحسناتؒ) سے بھی نعمت پائی تھی۔ آپ کو خود حضرت ابّا جیؒ جہانگیر پارک سے اپنی کار میں بٹھا کر گھر لائے تھے۔ نوافل داخلہ پڑھا کر نعمت عطا کی تھی اور سابقہ دونوں سلسلوں کی عطا کردہ نعمتیں بحال رکھ کر سیّدہ ماں جیؒ کی مادرانہ شفقت و محبت کی نگرانی میں دیدیا تھا۔ اس حوالے سے آپ اکثر فرماتے تھے کہ بے شک سرکارؒ ابّا جیؒ کا کرم بے مثال ہے مگر ''ماںؒ'' نے جو کرم کیا ہے اس کی بات ہی اور ہے۔

۱۹۷۶ء میں پردہ فرمانے سے قبل اپنے خاندانی سلسلہ کی نعمت اپنے بیٹے سید قبال حسین قادریؒ کو منتقل کی اور دوسرے سلسلہ کی نعمت و نیابت اپنے دورِ تنہائی کے واحد ساتھی اور پڑوسی سید محمد حسین بخاریؒ کو عطا کی، اپنے دور آخر میں نماز با جماعت کی امامت کرنے اور اجتماعی ختم شریف پڑھنے کا اعزاز جناب احمد شفیعؒ کو عطا کیا اور خود ان کی اقتداء میں نماز بھی پڑھی اور ختم شریف بھی۔ سید شبیر علی قادریؒ کا یہ طریقہ مرتضیٰ شفیعؒ کے سوسائیٹی والے فلیٹ میں اپنی رہائش منتقل کرنے اور اس کو ماں جیؒ کا گھر

ڈکلیئر کرنے کے بعد تادم آخر جاری رہا۔ حضرت ابا جیؒ کے سلسلہ کی عظیم نعمت انھوں نے کس کو منتقل کی یہ راز پردۂ اِخفاء میں ہی رہا۔ لمحہ فکر یہ سوچ ہے کہ ان کے ذریعہ حضرت ابا جی کا فیض آگے بڑھا ہے یا ان پر ہی تمام ہو گیا۔

موجودہ صورت حال یہ ہے کہ ان کی آل اولاد اور دیگر اعزّاء ان کی ہدایت کے مطابق قادری منزل کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں مگر ان میں سے کس کس نے ابا جیؒ کے سلسلہ میں داخل ہونیکی نوافل پڑھی ہیں۔۔۔؟ اور اگر پڑھی ہیں تو کس سے پڑھی ہیں؟ قادری صاحبؒ کے بعد یہ اختیار کس کو ملا سرکار ابا جیؒ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آئندہ کیا ہوگا؟ کیا ابا جیؒ کے سلسلہ میں داخل ہونے کا تصور بھی نسلی ورثہ جیسا تو نہیں ہو جائے گا!

قادر بھائی جان کے بعد حضرت ابا جیؒ کا فیض یقیناً ان سے آگے بڑھا اور ہرگز ان کی ذات کے بعد ختم نہیں ہوا کہ وہ بھرپور انداز میں حضرت ابا جیؒ کے اصول پر قائم رہے کبھی ''پیروں والا طریقہ'' اور انداز اختیار نہیں کیا۔ نہ کسی کو پابوسی کرنے دی نہ دست بوسی۔۔۔ نہ نذرانے قبول کیئے اور نہ مسند نشین رہے۔۔۔ سرکارؒ کی تشریف آوری کے تصور سے وابستہ جو مسند حضرت ابا جیؒ کے زمانے سے چلی آ رہی تھی ہر چند کہ سلسلہ کی سربراہی کا اعلان کرتے وقت قادری صاحبؒ نے ان کو اس مسند پر متمکن کیا مگر بھائی جان اصولاً مسند نشین نہیں تھے خود کو مخدوم ہو کر غلاموں کا خادم کہتے تھے کبھی کبھی ''گدّی پر بھی بیٹھ جاتے تھے اس لیئے کہ بوجہ مرض

(بواسیر) ان کو سخت زمین پر بیٹھنے سے تکلیف ہوتی تھی ان کا طور طریق رویہ مزاج سرکارؒ کے ''غلام والا تھا۔ سلسلہ کے پیر والا نہیں تھا''۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ فیض ان سے آگے بڑھا اور ان سے نعمت ''ثانی بھائیؒ کو منتقل ہوئی اور آج وہ نعمت بحمد اللہ ربّانی میاں کے پاس سلسلہ کے موجودہ سربراہ کی حیثیت سے ہے اور انشاء اللہ رہے گی۔

ربّانی میاں کا رویہّ بڑی حد تک قادر بھائی جان والا ہے۔۔۔ وہ تمام غلاموں کے لیئے دعا گو۔۔۔ غیر جانب دار۔۔۔ حلقوں کی حد بندیوں سے بالاتر۔۔۔ قادری منزل آنے والوں کے خدمت گزار ہیں۔۔۔ سارے اہل سلسلہ کا احترام کرتے ہیں۔ قادری منزل پر جمعرات اور گیارہویں کے ختم شریف کا باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں۔ ختم شریف پڑھتے ہیں۔ مزار شریف پر حاضری اور اتوار کے لنگر کا اہتمام بصد حسن و خوبی کرتے ہیں۔ اہم راتوں میں مزار شریف پر باقاعدہ حاضری دیتے ہیں۔۔۔۔ (۱) مگر دست بوسی روایت بن رہی ہے ۔۔۔ (۲) گدی نشینی ہے۔۔۔ (۳) ختم شریف مغرب کو رخ کرنے کے بجائے شمال کو رخ کر کے پڑھا جانے لگا ہے۔۔۔ (۴) ختم شریف کے بعد مترنم نعت و منقبت خوانی کی نئی روایت بھی مستحکم ہو رہی ہے۔

یہ تینوں باتیں ابا جیؒ کے سلسلے میں سید شبیر علی قادریؒ کے خاندان کی خانقاہی روایات سے داخل ہوئی ہیں۔ قادری منزل پر ابا جیؒ کی حیات میں مسند کا تصور سرکارؒ کی تشریف آوری سے وابستہ تھا۔ حضرت ابا جیؒ کے پردہ فرمانے کے بعد جب غلام نئے سربراہِ سلسلہ کے نام کے اعلان کا انتظار شدت سے کر رہے تھے تو ایک دن سیّد شبیر علی قادریؒ نے بھری بزم میں قادر بھائی جانؒ کا ہاتھ پکڑ کر پہلی مرتبہ انہیں مسند پر بیٹھا کر ان کی سربراہی کا اعلان کیا اور شاید دست بوسی بھی کی (راقم اس واقعہ کا چشم دید گواہ نہیں ہے مگر یہ بات بالتّصدیق سنی ہے) اسی طرح ابا جیؒ کے مزار شریف پر عرس کے دن چادر چڑھاتے وقت مترنم نعت ومنقبت خوانی کا آغاز بھی قادری صاحبؒ کی ہی طرف سے ہوا۔ پہلے دیگر غلاموں کے ساتھ سیّد انور علی قادریؒ ترنم سے نعت ومناقب پڑھتے تھے اب ان کے صاحبزادے سیّد زاہد علی قادری ان کی یہ روایت نباہ رہے ہیں۔

جہاں تک نعت خوانی کا تعلق ہے تو یہ روایت تو حضرت حسّان بن ثابتؓ کے زمانے سے ہے۔ مگر وقت کے ساتھ اس کا رخ قوالی اور گلوکاری کی طرف ہوگیا سرکارؒ سے درخواست ہے کہ ابا جیؒ کے سلسلہ میں یہ روایت ''لحن و آہنگ'' کے بجائے جذب وکیف سے منسوب رہے۔۔۔ آمین ۔۔۔ مسند نشینی اور دست بوسی بھی خانقاہی روایات ہیں جو پیروں کے طریقے ہیں غلاموں کے نہیں اور حضرت ابا جیؒ نے یہ بات بہ بانگ دہل کہہ دی تھی کہ میرے سلسلہ میں جو پیروں والے طریقے اختیار کرے گا

فیض اس سے آگے نہیں بڑھے گا۔ خانقاہی روایات سید شبیر علی قادری اور اعلیٰ حضرت نظام الدین قادری دونوں کے ہاں تھیں۔۔۔۔مسند نشینی بھی تھی۔۔۔دست بوسی بھی۔۔۔اور نذرانوں کی قبولیت بھی۔۔۔۔اب یہ سرکار ابّا جیؒ ہی بہتر جانتے ہیں کہ ابّا جیؒ نے سلسلے کا فیض ان دونوں ہستیوں سے آگے بڑھا ہے یا نہیں اور اگر آگے بڑھا ہے تو کس طرح؟

دست بوسی، نذرانے اور مسند کا تصور اعلیٰ حضرت نظام الدین قادریؒ کے حلقے میں بھی تھا۔ ان کی گذر بسر ہی نذرانوں پر تھی پوری ابا جی منزل بھی نذرانوں سے بنی تھی جس میں ان کی بھتیجی کی شادی کے موقع پر ماں جیؒ نے داخل ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ اب ان سے ابا جیؒ کے سلسلے کا فیض کس طرح آگے بڑھا یہ بھی راقم کے علم میں نہیں ہے۔ سنا ہے کہ اس حلقے کے غلام ابّا جی کے فیض کو اعلیٰ حضرتؒ کی ذات اور وساطت تک محدود و مخصوص سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک فقر کی سات ہستیوں میں حضرت ابّا جیؒ چھٹی ہستی تھے اور اعلیٰ حضرتؒ ساتویں ہستی ہیں جن کے بعد فقری ختم ہے۔ یہ خیال ہے؟ کہ حقیقت؟ اللہ بہتر جانے ان کے مطابق سلسلہ کے باقی سارے حلقے محروم کرم ہیں۔ کیا اس کو فیض کا آگے بڑھنا کہا جا سکتا ہے؟ یہ لوگ ختم شریف کس رخ پر پڑھتے ہیں اس کا بھی علم نہیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے راقم کے نزدیک سیّدی قادر بھائیؒ کے ذریعہ فیض یقیناً آگے بڑھا ان پر ختم نہیں ہو گیا کہ وہ سلسلہ کے بنیادی اصولوں کے معاملے میں نہایت سخت گیر اور ابّا جیؒ کے نقش قدم پر تھے۔

قادری منزل پر ماں جیؒ کی حیات تک ختم شریف پڑھنے والا اُسی مصلّے پر کھڑے ہو کر ختم پڑھتا تھا جس پر نماز پڑھی جاتی تھی اور رخ بھی اسی سمت رہتا تھا۔ شاید حضرت محمد علی صاحبؒ کے قادری منزل پر دوبارہ بیٹھنے کے بعد رخ کی تبدیلی کعبہ شریف سے بغداد شریف کی طرف ہوئی جو اب مغرب کے بجائے شمال کے رخ پر ہو کر افغانستان کی طرف ہوگئی ہے۔ ویسے حدیث شریف کے مطابق عمل نیت سے ہے مگر عمل حکم کے خلاف جائز نہیں۔۔۔ دست بوسی ہو کہ مسند نشینی۔

جہاں تک مرتضٰی شفیع صاحبؒ کے حلقے والوں کا تعلق ہے تو خود مرتضٰی شفیعؒ کے ارشاد کے مطابق ان کے وابستگان کے معاملات ان سے سید محمد حسین بخاریؒ کو جاتے ہیں ان کے ذریعہ سیّد شبیر علی قادریؒ اور پھر ان کے ذریعہ حضرت ابّا جیؒ کو پہنچتے ہیں۔ یہ بات انہوں نے بزبان خود راقم سے کہی تھی۔ راقم کو حیرت بھی ہے اور افسوس بھی کہ حضرت ابّا جیؒ سے نوافل داخلہ پڑھانے کی براہ راست اجازت حاصل کرنے والی ہستی نے ابّا جیؒ تک پہنچنے کے لیئے سیڑھیاں کیوں بنالی ہیں جبکہ ابّا جیؒ کے سلسلہ میں براہ راست سرکار ابّا جیؒ سے تعلق سلسلہ کا امتیاز بلکہ اس کی پہچان ہے۔ اس حلقے کے موجودہ سربراہ پروفیسر ڈاکٹر کے۔ اے۔ شمسی البتہ براہ راست تعلق پر اعتماد رکھتے ہیں مگر قادری منزل پر حاضری سے بے تعلق ہیں کہ دور آخر میں قادری منزل کے لیے پروفیسر مرتضٰی شفیع صاحبؒ کا بھی رویّہ یہی تھا۔

جہاں تک پروفیسر عشرت الحسن برنیؒ کے حلقے کا تعلق ہے تو اس کے ارکان سے راقم کی قریبی واقفیت نہیں ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اس حلقے کے موجودہ سربراہ جناب محمد سلیم خان قادری کے بیان اور عمل سے راقم نے کوئی بات ابّا جیؒ کے اصولوں کے خلاف نہیں دیکھی نہ کسی کے خلاف ان کی زبان سے کوئی جملہ سنا۔ ان کی حاضری قادری منزل اور مزار شریف ہر دو جگہ حسنِ عمل و حسنِ عقیدت کے ساتھ ہے۔

حضرت محمد علیؒ کے حلقے کے ارکان سے راقم کو بالکل بھی واقفیت نہیں ہے اس لیئے ان پر کوئی تبصرہ ممکن نہیں۔

جہاں تک باسط صاحبؒ کے تربیت یافتگان کا تعلق ہے تو اوّل تو وہ حلقے کی تعریف میں نہیں آتے، دوم یہ کہ ہم سب کو باسط صاحبؒ کی ہدایت یہی تھی کہ مرکز کو (سرکار ابّا جیؒ) مضبوطی سے پکڑے رہو دوسروں پر تنقید اور باہم تقابل سے بچو ''نارمل رہو''۔ غلام ہو غلام ہی رہو۔ پیروں کے طریقے اپنانے اور انجمن آرائی و مسند نشینی سے دور رہو جس نے تم کو نوافل داخلہ پڑھائی ہیں وہ تمہارا محسن ہے اس کی اہمیت تمہاری ذات کے لیئے ہے وہ آئندہ آنے والوں اور ابّا جیؒ کے درمیان وسیلہ نہیں ہے۔

راقم نے یہ چند سطور نہایت دل سوزی کے ساتھ لکھی ہیں۔ مقصد تحریر نہ کسی پر تنقید ہے نہ کسی کی دل آزاری البتہ اپنی استعداد اور عطا کردہ توفیق کے مطابق سلسلہ کی اصل نوعیت کا اعادہ مقصود ہے کہ ہم سب غلام ہیں بلکہ

غلام بھائی ہیں حضرت ابا جی بانیِ سلسلہ اور غوث پاک ''پیر'' ہیں۔ سرکار اباجیؒ سے ہر غلام کا تعلق براہ راست ہے۔ سلسلہ میں نہ آگے نہ پیچھے کوئی شجرہ ہے نہ ہوگا۔ سیّد باسط علی جعفریؒ نے ایک مرتبہ ختم شریف کے بعد قادری منزل پر سیّد شبیر علی قادریؒ سے راقم کے لیئے فرمایا کہ ''فائق میری طرح سلسلہ کا وہابی ہے'' یہ جملہ سن کر سیّد شبیر علی قادریؒ ہنسی ضبط نہ کر سکے۔ قادری صاحبؒ نے فرمایا فائق فائق ہے۔ پردہ فرماتے وقت انہوں نے جو آخری جملہ راقم کے لیئے اپنے بیٹے سیّد اقبال حسین قادریؒ کے سامنے فرمایا تھا وہ یہ تھا کہ۔۔۔ ''فائق صاحب ماں جیؒ اور اباجیؒ۔۔۔ حضرت اباجیؒ نے خواب میں راقم کے لیئے کہا میرا بیٹا واحد بیٹا''۔۔۔ سرکار غوث پاکؒ نے خواب میں فرمایا ''تو نے درست کرلیا اپنا کعبہ''۔۔۔ ہم تجھے بہت یاد کرتے تھے۔۔۔ سرکار دو عالمؐ سے کسی نے مراقبہ میں پوچھا یا سیّدی فائق کا مقام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ''وہ تو میرے دل میں رہتا ہے۔''

بی۔بی خاتونِ جنت نے خواب میں راقم کو ایک مصلّیٰ اور تسبیح عطا کر کے فرمایا کہ ''جب یہ حشر کے دن اٹھے گا تو یہ تسبیح اور مصلّیٰ اس کے ہاتھ میں ہوگا۔''

حضرت ابا جی کا یہ ارشاد غلام کا سرمایۂ دنیا و آخرت ہے کہ آپؒ نے اب سے ۳۷ سال قبل فرمایا تھا ''میں تیری شہ رگ میں ہوں۔۔۔

تیری چھوٹی سے چھوٹی ہر بات دیکھ رہا ہوں۔۔۔ تیرے حصّہ کی جو نعمت ہے جب وقت آئے گا تجھے مل جائے گی۔۔۔۔سرکار کے فیصلے اٹل ہیں!

مجھ سا عاصی بھی آغوشِ رحمت میں ہے
یہ بھی بندہ نوازی کی حد ہوگئی

۱۴۳۵ھ

نوٹ:۔تحریر ھٰذا میں حضرت غوث پاکؒ کا ارشادِ گرامی ''اُذْکُرُکُمْ'' کی شرح مبین ہے کہ راقم پاکستان کی سرحد میں ہی ''غوث اعظم بمنِ بے سروساماں مدد ہے''۔۔۔ پڑھتا ہوا داخل ہوا تھا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حق کے اصول بدلتے نہیں ہیں

حضرت ابّا جیؒ کا قائم کیا ہوا سلسلہ سیّدی غوث اعظمؒ کی براہ راست غلامی کا سلسلہ ہے اس سے پہلے کوئی شجرہ ہے نہ اس کے بعد۔ قیامت تک قائم رہنے والے اس فقیری سلسلہ میں جس پر کرم ہوا اس کو بھول جایئے! جس نے کرم کیا اس کو یاد رکھیئے۔

مسند نشینی ۔ دست بوسی ۔ نذرانے پیروں کے طریقے ہیں غلاموں کے نہیں ۔ ابّا جیؒ کے اس سلسلہ میں جو پیر بنے گا کرم اس سے آگے نہیں بڑھے گا۔ قبلہ رو ہو کر عبادت کیجیئے۔ مرکز کو مضبوطی سے پکڑے رہیئے ۔ ابّا جیؒ کے کرم کو کسی خاص فرد یا حلقے تک محدود و مخصوص نہ سمجھیں۔ نفی اپنی کیجیئے دوسروں کی نہیں!

میرا اماہی صل علیٰ ، میں کچھ بھی نہیں

(غلامانِ ''غلام محمد'' فائق)